خلافتِ معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک طائرانہ نظر

مہدی معاویہ

خلیفۂ راشد، امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تاریخ اسلام کا مثالی دور تھا، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور کو دین دنیا کی فلاح وکامرانی کے اعتبار سے جو جامعیت عطا ہوئی بعد والوں میں سے کسی کے حصے میں نہ آسکی۔ یوں سمجھئے کہ آپ کے دور میں اسلام اپنی قوت وسطوت، دبدبہ اور عظمت ورفعت میں بلندیوں کے انتہائی عروج پر تھا۔ ذیل میں امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت پر ایک طائرانہ نظر پیشِ خدمت ہے۔

رفاہِ عام کے کام:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی بہتری کے بہت سے کام کیے رعایا کے بچوں کی پرورش کے لیے وظائف سب سے پہلے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مقرر فرمائے تھے خلافت عثمانی میں بھی اسی طرح عمل ہوتا رہا مگر وقتاً فوقتاً اس میں کچھ تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ آپ نے بھی اپنے زمانہ میں اس چیز کو قائم رکھا البتہ اس میں یہ تبدیلی اور ترمیم فرمائی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صرف شیر خوار بچے کا وظیفہ ہوتا تھا مگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے شیر خواری کے بعد بھی جب تک بچہ بلوغت کے قریب نہ پہنچ جاتا وظیفہ جاری رہتا۔ علاوہ ازیں آپ نے متعدد سرکاری کارکن مقرر فرمائے جو روزانہ قریہ بقریہ اور شہر بہ شہر پھر کر اس بات کا پتہ چلاتے کہ کس کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے، وہ سرکاری ملازمین نہ صرف بچوں کی پیدائش کا پتہ چلاتے بلکہ یہاں تک خبر رکھتے کہ کسی کے ہاں کون مہمان آیا ہے اور کہاں سے آیا ہے؟ اور ان سب حالات سے حکومت کو روزانہ باخبر رکھتے۔

مساجد کی تعمیر:

آپ نے اپنے عہد خلافت میں کثرت سے نئی مساجد تعمیر کروائیں اور بہت سی پرانی مساجد کو از سر نو تعمیر کروایا، چنانچہ زیاد بن ابی سفیان رحمہ اللہ نے بصرہ کی جامع مسجد کو جو کہ بہت پرانی بھی تھی اور چھوٹی بھی، مسمار کر وکر از سر نو اینٹ اور چونے سے نہایت وسیع اور خوبصورت شکل میں بنوایا اور اس کی چھت ساکھو کی بنوائی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ نے بصرہ میں کابلی طرز کی ایک مسجد تعمیر کروائی مصر کی مساجد میں میناروں کا بالکل رواج نہ تھا، سیدنا مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ نے تمام مساجد کے مینار تعمیر کرائے۔ قبرص میں (جس کو خلافت عثمانی میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہی نے فتح کیا تھا) بہت سی مساجد تعمیر کروائیں گئیں۔ سیدنا عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ نے قیروان کی آبادی میں ایک بہت بڑی جامع مسجد تعمیر کروائی۔ مصر میں مسجدوں کے میناروں کا

رواج بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوا اور بصرہ مسجد میں بھی سب سے پہلے پتھر کے مینار بنوائے گئے۔

غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ:

مسلمان تو مسلمان آپ نے غیر مسلموں کے حقوق کی بھی حفاظت پوری طرح فرمائی، ان کے معاہدات اور جذبات کا پورا پورا احترام کیا اور ان کے جان و مال کی اچھے طریقے سے حفاظت فرمائی، چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یوحنا کے گرجے کے پاس ایک مسجد بنائی گئی تھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں مسجد کو وسیع کرنے کے خیال سے گرجا کو بھی مسجد میں شامل کرنا چاہا لیکن عیسائی گرجا کی زمین دینے پر راضی نہ ہوئے، لہٰذا آپ نے مسجد کی وسعت کا ارادہ ترک فرما دیا اور زبردستی گرجا کو مسجد میں شامل نہ کیا تا کہ ان کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے۔

زراعت اور اس کے وسائل کی ترقی:

آپ نے زراعت اور اس کے وسائل کی طرف بھی خاص توجہ فرمائی، چنانچہ آپ نے زراعت کی ترقی کے لیے نہریں کھدوائیں جن سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں ایکڑ زمین سیراب ہوتی تھی جس سے ملک کی زراعت میں بہت ترقی ہوئی، چنانچہ مدینہ کے قرب و جوار میں نہر کظامہ، نہر ارزق اور نہر شہداء وغیرہ متعدد نہریں کھداوئیں۔ نہر معقل کو جو کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سیدنا معقل رضی اللہ عنہ نے کھدوائی تھی دوبارہ کھدوا کر صاف کروا دیا گیا۔ بخارا کے کوہستان سے بھی ایک نہر کھدوائی گئی۔ نہروں کی کھدائی کے علاوہ پہاڑوں کی گھاٹیوں کے گرد بند بندھوا کر بڑے بڑے تالاب (ڈیم) بنوائے گئے جن میں موسم برسات میں پانی جمع ہو جاتا اور ضرورت کے وقت آبپاشی اور دیگر کاموں میں لایا جاتا۔ پانی کی اس فراوانی سے ملک کی زرعی حالت میں کافی حد تک ترقی ہوئی، چنانچہ صرف مدینہ منورہ کے قرب و جوار میں نہروں سے ڈیڑھ لاکھ وسق کھجوریں اور ایک لاکھ وسق گندم پیدا ہوتی تھی۔

نئے شہروں کی تعمیر:

پیداوار کی زیادتی سے ملکی آبادی میں بھی اضافہ ہوا جس سے اسلامی نو آبادیاں قائم کی گئیں۔ کیونکہ زمین کے مزروعہ ہونے سے رہائشی زمین کم ہو گئی۔ چنانچہ ۴۳ھ میں انطاکیہ میں ایک نو آبادی قائم کی گئی۔ روڈس اور کئی دوسرے جزیروں میں بھی جہاں غیر مسلم آباد تھے اہل اسلام کو بسایا گیا۔ علاوہ ازیں کئی ویران شدہ شہروں کو دوبارہ آباد کیا گیا، جیسے شام کا ویران شدہ شہر مرعش، اس کے علاوہ کئی نئے سہر بھی آباد کیے گئے، جیسے افریقہ میں ایک نیا شہر قیروان بسایا گیا۔

نقل وحمل کا انتظام:

آپ کے زمانہ میں نقل وحمل کا بھی خاطر خواہ انتظام تھا اور خصوصی طور پر ڈاک کے لیے ''البرید'' کے نام سے ایک مستقل محکمہ بنایا گیا۔ کیونکہ اس سے قبل ڈاک اور خبر رسانی کے لیے کوئی باقاعدہ محکمہ نہیں تھا۔ اس کا نظام یہ تھا کہ بارہ بارہ میل کے فاصلہ پر چوکیاں قائم کی گئیں جہاں تیز رفتار گھوڑے ہر وقت موجود رہتے تھے، علامت کے طور پر ان گھوڑوں

کی دموں کو تھوڑا سا کاٹ دیا گیا تھا تا کہ گھوڑے کو دیکھتے ہیں لوگ سمجھ لیں کہ ڈاک جا رہی ہے، گھوڑوں کی گردنوں میں گھنٹیاں بندھی ہوئیں تھیں تا کہ چوکی پر پہنچنے سے قبل ہی چوکی کے ہرکارے کو پتہ چل جائے کہ ڈاک آ رہی ہے، اس طرح سے سرکاری ہرکارے منزل بمنزل ڈاک اور خبروں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لاتے اور لے جاتے۔

قضاء وعدالت:

آپ کے دورِ حکومت میں نہ صرف ظاہری رفاہی کام کیے گئے بلکہ معنوی طور پر بھی رعایا کو آرام وآسائش بہم پہنچائی گئی، یعنی ظلم و جور میں رعایا کی داد رسی کی گئی، عدل وانصاف کو ہر ممکن طریقے سے قائم کیا گیا۔ آپ کو انصاف اور عدل کا اتنا اہتمام تھا کہ مسعودی جیسا شیعہ ذہن رکھنے والا مؤرخ بھی لکھتا ہے کہ ''آپ دربار میں جانے سے قبل روزانہ مسجد میں جا کر کمزور، ناتواں اور نادار لاوارث بچوں تک کی شکایتیں سنتے اور ان کا تدارک کرتے، بلکہ اشراف واعیان تک کو یہ ہدایت دی گئی تھی کہ جو لوگ کسی وجہ سے میرے پاس نہیں پہنچ سکتے ان کی ضروریات مجھ سے بیان کیا کریں۔'' (مروجہ الذہب جلد ۲، ص ۷۱) سید امیر علی نے عوام کی شکایت سننے کے لیے مسجد میں جانا ظہر کے وقت لکھا ہے۔'' اس کا اثر یہ ہوا کہ مفلس اور تونگر، کمزور اور طاقتور اور چھوٹے بڑے سب کی ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہوگئیں اور آپ کو نہ کسی اندرونی خطرے کا اندیشہ رہا اور نہ بیرونی کا اور ملک کا نظام گذشتہ ۵ سالہ سیاسی بحران کے باوجود نہایت خوش اسلوبی سے چلنے لگا۔ عدلیہ کو بالکل آزاد رکھا گیا یہاں تک کہ ایک قاضی امیر المؤمنین کو بھی عدالت میں طلب کر سکتا تھا، قاضی حضرات کتاب وسنت کی روشنی میں اپنا کام کرتے تھے۔ اس دور کے قاضی ہر قسم کے غلط الزامات سے پاک، متقی، عالم اور مجتہد تھے اور حدود اللہ میں بڑے سے بڑے افسر سے بھی مرعوب نہیں ہوتے تھے، منصب قضا عموماً صحابہ کرام کے سپرد تھا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے پہلے فضالہ بن عبید اللہ الانصاری کو اور ان کے بعد ابوادریس الخولانی کو محکمہ قضاء کا انچارج مقرر فرمایا تھا۔

افواج:

بری فوج کا انتظام سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی کے زمانہ سے بڑا مستحکم تھا لیکن آپ نے پھر بھی اس میں بہت سے اضافے کیے۔ فوجیوں کی تنخواہیں دگنی کر دی گئیں اور ان کی ادائیگی میں خاص تاریخ کا تعین کر دیا گیا۔ فوج دو حصوں میں تقسیم تھی، تنخواہ دار فوج اور رضا کار۔ لیکن آپ نے رضا کار فوج کو بھی باقاعدہ تنخواہ دار فوج میں منتقل کر دیا۔ آپ کے عہد میں باقاعدہ فوج کی تعداد ۲ لاکھ چالیس ہزار تھی۔

موسموں اور ملکوں کے اختلاف کی وجہ سے فوج دو حصے کر دیے گئے تا کہ فوجی مہموں میں کوئی مزاحمت پیش نہ آئے۔ (۱) شتائیہ (سرمائی فوج) (۲) صائفیہ (گرمائی فوج) علاوہ ازیں ایک ریزرو (Reserve) فوج کی تشکیل کی گئی، اس فوج کے سپہ سالار سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے خصوصی فوجی مشیر تھے۔ ریزرو فوج کو بھی دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔

(۱) برّی (۲) بحری:

فوج میں زیادہ تر دو قبیلوں کے لوگ تھے یمنی اور قیسی۔ یمنیوں کو بحری ریز روفورس میں اور قیسیوں کو بری ریز روفورس میں شامل کیا گیا بعدازاں ان دونوں کو یکجا کر دیا گیا۔ فوج کے اسلحہ میں بھی اضافہ کیا گیا اور منجنیق (ایک توپ جس میں پتھر استعمال ہوتا تھا) کا استعمال تو سب سے پہلے آپ ہی کی فوج نے کیا۔ چنانچہ کابل کے محاصرہ میں اسی منجنیق کے ذریعہ سنگ باری کر کے شہر پناہ کو مسمار کیا گیا۔ (ابن الاثیر ج ۳ ص ۲۱۷)

اسلامی بحریہ:

بحری فوج کی اگرچہ خلافت عثمانی میں آپ ہی نے تشکیل کی تھی لیکن اپنے دورِ خلافت میں آپ نے اس میں بہت اضافہ کیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور ہی میں پانچ سو جہازوں کے بیڑے کے ساتھ قبرص پر حملہ کیا گیا تھا لیکن اس زمانہ میں مسلمانوں کا بحری بیڑہ اس قدر طاقتور ہو چکا تھا کہ بازنطینی بیڑا بھی جو دنیا کا سب سے بڑا بیڑہ سمجھا جاتا تھا اس کے سامنے بالکل گرد تھا۔ چنانچہ روڈس اور اوڈے وغیرہ جزائر کی مہمات پر اسلامی بحریہ ۱۷۰۰ جنگی جہازوں پر مشتمل تھی۔

مسلمانوں نے بحریہ کا مرکز بحیرۂ روم کو ٹھہرایا۔ بحری فوج میں شامی، افریقی مسلمان شریک ہوئے، اسلامی بحری کشتیاں بازنطینی کشتیوں سے بڑی ہوا کرتیں لیکن رفتار میں ان سے کم تھیں۔ ہر جنگی جہاز کا ایک قائد ہوتا تھا جسے ''مقدم'' کہا جاتا تھا۔

جہاز سازی کے کارخانے:

اسلامی بحریہ کی ترقی کے پیش نظر ملک کے ساحلی علاقوں میں جہاز سازی کے متعدد کارخانے قائم کیے گئے، پہلا کارخانہ ۵۴ھ میں مصر میں قائم ہوا۔ علامہ بلاذری رحمہ اللہ قمطراز ہیں کہ

> ''پہلا جہاز سازی کا کارخانہ ۵۴ھ میں مصر میں قائم ہوا، بعدازاں اردن میں ''عکا'' کے مقام پر ایک عظیم الشان کارخانہ قائم ہوا ملک کے تمام بڑھئی اور کاریگر جمع کر کے ان کو تمام ساحلی مقام پر بسایا گیا تا کہ ان کارخانوں کے لیے لیبر کوئی دقت نہ رہے''۔

عبداللہ بن قیس الحارثی اور جنادہ بن امیہ امیر البحر ہونے کے علاوہ ان کارخانوں کے نگران بھی تھے۔

کمانڈر انچیف کا عہدہ:

بحریہ میں اس سے قبل امیر البحر کا عہدہ نہیں ہوا کرتا تھا۔ خلافت عثمانی میں بحری اور بری فوج کا سپہ سالار ایک ہی فرد ہوا کرتا تھا لیکن سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسلامی بحریہ کی ترقی کے پیش نظر بحریہ کے لیے امیر البحر کا الگ عہدہ قائم کیا، سب سے پہلے امیر البحر سیدنا عبداللہ بن قیس الحارثی رحمہ اللہ مقرر ہوئے، آپ نے کم وبیش پچاس بحری لڑائیوں میں حصہ لیا تھا اور خوبی یہ ہے کہ ان میں ایک بھی مسلمان شہید نہیں ہوا تھا۔ سیدنا عبداللہ بن قیس الحارثی رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا جنادہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کو امیر البحر مقرر کیا گیا، یہ خلافت عثمانی سے دور یزید تک برابر بحری لڑائیوں میں مصروف ومشغول رہے۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت بحری

لڑائیوں کے عروج کا زمانہ تھا، اس زمانہ میں جس قدر بحری لڑائیاں لڑی گئیں ان کی نظیر تاریخ کے اوراق میں بہت کم ملتی ہے۔

آپ کے عہد خلافت میں صوبوں کی آمدنی:

آمدنی کی متذکرہ الصدر مدات سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو مملکت کے مختلف صوبوں سے مندرجہ ذیل آمدنی تھی۔

۱۔	عراق اور اس کے ملحقات	۶۵۵ ملین درہم
۲۔	سواد اور اس کے ملحقات	۱۳۰ ملین درہم
۳۔	صوبہ فارس	۷۰ ملین درہم
۴۔	اہواز اور اس کے ملحقات	۴۰ ملین درہم
۵۔	یمامہ اور بحرین	۱۵ ملین درہم
۶۔	کوردجلہ	۱۰ ملین درہم
۷۔	نہاوند۔ دینور اور ہمدان	۴۰ ملین درہم
۸۔	رے اور اس کے ملحقات	۳۰ ملین درہم
۹۔	حلوان	۳۰ ملین درہم
۰۱۔	موصل اور اس کے ملحقات	۴۵ ملین درہم
۱۱۔	آذربائیجان	۳۰ ملین درہم
۱۲۔	مصر	۳ ملین درہم
۱۳۔	فلسطین	۴۵۰ ہزار دینار
۱۴۔	اردن	۱۸۰ ہزار دینار
۱۵۔	دمشق	۴۵۰ ہزار دینار
۱۶۔	حمص	۳۵۰ ہزار دینار
۱۷۔	قنسرین اور اس کے ملحقات	۴۵۰ ہزار دینار
۱۸۔	الجزیرہ	۵۵ ملین درہم
۱۹۔	یمن	ایک ملین دو لاکھ دینار

علمی سرگرمیاں:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک ایسے گھرانے میں آنکھ کھولی تھی جو قریش کا سردار اور علمی لحاظ سے ایک نہایت اچھا گھرانہ تھا۔ آپ کے والد ماجد سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے شروع ہی سے علمی لحاظ سے آپ کی نہایت اچھی تربیت کی۔ چنانچہ ظہور اسلام کے وقت ''احمد امین بک'' کے بقول ۱۷ آدمی (فجر الاسلام ص ۱۴۱) اور زکی مبارک کے بیان کے مطابق ۱۲۰ افراد تھے جو

لکھنا پڑھنا جانتے تھے، ان میں ایک سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ گویا کہ شروع ہی سے علمی مزاج میں آپ کی تربیت کی گئی تھی۔ چنانچہ آپ کی خلافت میں جہاں اور شعبہ ہائے زندگی میں ترقی ہوئی وہاں علمی سرگرمیوں میں بھی اچھی خاصی ترقی ہوئی۔

شاعری:

شاعری اور خطابت تو عربوں کا فطری ملکہ اور فن تھا۔ خاص طور پر شاعری تو ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی اور اس فن میں دنیا کی کوئی قوم ان کی ہمسری اور برابری نہیں کرسکتی تھی۔ شیخین کے زمانہ میں اس کا رنگ قدرے پھیکا پڑ گیا لیکن اموی دور میں پھر اس مذاق میں چاشنی آ گئی۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خود سخن سنج تھے اور دوسرے علوم کے ساتھ ساتھ شاعری میں بھی ان کو اچھا خاصا مذاق ودیعت کیا گیا تھا۔ لہٰذا اس زمانہ میں اس فن کو کافی ترقی ہوئی۔ جزیرہ، فرزدق، اخطل وغیرہ شعراء جنھوں نے اسلامی شاعری کو چار چاند لگائے، اسی زمانہ کی پیداوار ہیں۔ سیاسی حالات کے اس نشیب و فراز سے شاعری کو اور بھی ترقی ملی کیونکہ شیعہ اور خارجی جماعتوں کے پراپیگنڈے کا واحد ذریعہ شاعری تھا اور شعراء کی زبان شمشیر براں سے کسی قدر کم نہ تھی، لہٰذا مقابلہ میں بھی اس فن کو خوب خوب ترقی کے مواقع فراہم ہو گئے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے شعر کو بے ہودگی اور قبائلی ہجو کی بجائے نیک کاموں کی رغبت دلانے کا ذریعہ بنایا۔ شاعری میں آپ کا مذاق نہایت عمدہ اور سلجھا ہوا تھا۔ آپ کے والد اور والدہ بھی شاعر تھے۔ آپ نے نظم و نثر کی طرف خاص توجہ فرمائی، چنانچہ ایک مرتبہ عبدالرحمٰن بن الحکم بن ابی العاص کو نصیحت فرمائی کہ شاعری کو ایسی تہذیب کا ذریعہ مت بناؤ جو شریف عورتوں کو عریاں کر دے اور ہجو سے کسی شریف کی پگڑی اچھالنے یا ذلیل کو مدح کے ذریعے بلند کرنے کی کوشش کریں۔

تفسیر و حدیث:

اس دور میں بڑے بڑے ائمہ تفسیر پیدا ہوئے۔ جن کی بدولت تفسیری ذخیرہ میں معتد بہ اضافہ ہوا۔ ترجمان القرآن سیدنا عبداللہ بن عباس اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم کے ایک رفیق ابوحمزہ نے تفاسیر لکھیں۔ اکثر بڑے بڑے علماء بیک وقت مفسر بھی ہوتے تھے اور محدث و فقیہ بھی تھے۔ اس دور میں حدیث و فقہ کی خاصی ترقی ہوئی۔

سیرت و مغازی:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں تدوین تاریخ و سیرت کا آغاز ہوا۔ سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ، وہب بن منبہ اور عبید بن شریہ اس دور کے قابل قدر سیرت نگار اور مؤرخ ہوئے ہیں۔ تدوین تاریخ پر آپ نے خاص توجہ فرمائی اور صفائے یمن سے عبید بن شریہ نامی ایک مؤرخ کو بلا کر تدوین تاریخ پر مامور کیا۔ اس کے اہتمام میں دو کتابیں مدون ہوئیں۔ ایک نثر کی ''کتاب الامثال'' کے نام سے اور ایک تاریخ کی ''اخبار الملوک واخبار الماضین'' کے نام سے۔

دار الترجمہ:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد حکومت میں ایک دار الترجمہ بھی قائم فرمایا۔ اس کی نگرانی پر ''ابن آثال طبیب'' کو مامور کر کے طب یونانی کی کتب کا عربی میں ترجمہ کرنے کا حکم دیا لیکن افسوس کہ زمانہ کی دست برد سے بچ کر ان میں

کوئی کتاب، ہم تک نہیں پہنچی۔

غرض کہ! سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ حکومت ہر اعتبار سے کامل اور مثالی تھی۔ درج بالا تفصیل ان کے دورِ خلافت کی ایک معمولی جھلک ہے۔ سیاست وحکومت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھر کی بات تھی، آئین جہانبانی سے خوب واقف تھے۔ شام میں اپنے دورِ گورنری میں اور پھر بعد میں اپنے دورِ خلافت وامارت میں سلطنت اسلامیہ کی حدود وسیع کرنے کے ساتھ ساتھ اسے مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر استوار کیا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے اقدامات سے ہر طرف امن وامان کا دور دورہ تھا۔

انھوں نے سلطنت کے باشندوں کی بہتری کے لیے بہت سے امور انجام دیے مثلاً دنیا میں سب سے پہلا اقامتی ہسپتال قائم کیا، اسلامی دور میں پہلی مرتبہ آب رسانی کے لیے نہر کھدوائی، احکام پر مہر لگانے اور ان کی نقل محفوظ رکھنے کا اہتمام کیا، تجارت کے فروغ کے لیے بین الاقوامی معاہدے کیے، بیت المال سے قرضے جاری کیے، جس سے تجارت وصنعت کو فروغ حاصل ہوا، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور سے قبل خانہ کعبہ پر مسلسل غلاف چڑھائے جاتے تھے مگر انھوں نے پہلے غلاف اتار کر نیا غلاف چڑھانے کا حکم دیا۔ ڈاکخانوں کی تنظیم کی اور انھیں جدید خطوط پر استوار کیا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں سب سے پہلے منجنیق کا باقاعدہ استعمال ہوا، سرحدوں کی حفاظت کے لیے قدیم قلعوں کی مرمت کرائی اور نئے قلعے تعمیر کروا کر افواج اسلامیہ کو وہاں متعین کیا۔ پہلا اسلامی بحری بیڑا قائم کیا، جہاز سازی کے کارخانے قائم کیے۔ آپ کے دور میں خلافت میں باقاعدہ جہاد ہوتا رہا، بے شمار برّی اور بحری لڑائیاں ہوئیں اور مجاہدین اسلام نے حدودِ سلطنت کو اتنی وسعت دے دی کہ ایک ہی مرکز کے تحت نہ اس سے قبل اتنی وسعت ملی نہ بعد میں۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ البدایہ میں آپ کے دورِ خلافت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الجهاد فی بلاد العدو قائم، وکلمة الله عالیة، والغنائم ترد الیه من اطراف الارض، والمسلمون معه فی راحة وعدل وصفح وعفو .

''آپ کے دور میں جہاد کا سلسلہ قائم رہا، اللہ کا کلمہ بلند ہوتا رہا اور مالِ غنیمت سلطنت کے اطراف سے بیت المال میں آتا رہا، مسلمانوں نے راحت وآرام اور عدل وانصاف سے زندگی بسر کی۔''